Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Class 9

اردو

غزل :کاش طوفان میں سفینےکو اتارا ہوتا

NOTES

Follow Our Socials

studybeesofficial

studybeesofficialpak

studybeesofficialpak

غزل نمبر ۴: کاش طوفاں میں سفینے کو اتارا ہوتا

پروین فنا سید (تعارف):

خواتین شعراء میں منفرد شناخت رکھنے والی معروف شاعرہ پروین فنا سید ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد سید ناصر حسین رضوی سپر نٹنڈنٹ جیل کے عہدے پر فائز تھے۔ قیام پاکستان کے وقت آپ بھارت کے شہر گرداسپور میں مقیم تھیں۔ جہاں کے ہندو مسلم فسادات نے آپ کے ذہن کو بہت متاثر کیا۔ انھوں نے ۱۹۵۱ء میں گوجرانوالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ انھوں نے لاہور کالج برائے خواتین میں ایف ایس سی میں داخلہ لیا۔ وہ ڈاکٹر بنا چاہتی تھیں لیکن شدید علالت کے باعث وہ اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر نہ کر سکیں۔ ڈاکٹروں نے انھیں دماغی کاموں سے دور رہنے کی ہدایت کی تھی۔

شعر نمبر ۱:

کاش طوفاں میں سفینے کو اتارا ہوتا — ڈوب جاتا بھی تو موجوں سے ابھارا ہوتا

مفہوم: طوفاں میں اپنی کشتی کو اتار دیتی اور اگر ڈوب بھی جاتی میری کشتی تو موجیں اس کو باہر اُچھال دیتیں۔ کسی کی دعائیں اُسے ڈوبنے نہ دیتیں۔

تشریح: پروین فنا سید ایک ایسی شاعرہ تھیں جنھوں نے جدت کے نام پر شعری بدعتیں قبول نہیں کی تھیں۔ لہذا اُن کی شاعری اعتدال، انسان دوستی، حسن و جمال اور اعتماد کی شاعری ہے۔ پروین فنا سید کی شاعری، عفت فکر اور پاکیزگی واحساس کی شاعری ہے۔

پروین فنا سید اس شعر میں اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں نے طوفان میں اپنی کشتی کو اتار دیا ہوتا تو میری ناؤ ہنس کر مشکلات سے لڑتی۔ اگر ناؤ طوفان میں ڈوب بھی جاتی تو، طوفان کی موجیں ناؤ کی مدد کرتیں اور اسے ابھارتیں اور ڈوبنے نہ دیتیں۔

وہ کون ہے جو بلاؤں کو ٹال دیتا ہے — میں ڈوبتا ہوں تو دریا اچھال دیتا ہے

studybeesofficial

درج بالا شعر میں یہ پیغام بھی ہے کہ زندگی کی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہمیں مضبوط بناتا ہے۔ ان مشکلات سے نہیں بھاگنا چاہئے بلکہ ان کا سامنا کر کے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ کبھی کبھار ہمیں کسی کی دعائیں سنبھال لیتی ہیں جس طرح سے موجیں سفینہ کو ابھارتی ہیں، اس طرح زندگی کی مشکلات ہمیں مضبوط بناتی ہیں اور ہمیں ان کا سامنا کرنا چاہیئے بجائے ان سے بھاگنے کے۔

شعر نمبر ۲:

ہم تو ساحل کا تصور بھی مٹا سکتے تھے　　　　لب ساحل سے جو ہلکا سا اشارا ہوتا

مفہوم: محبوب کی طرف سے اگر ایک اشارہ ہوتا تو سب کچھ بھلا دیتے، سب کچھ ختم کر دیتے۔

تشریح: پروین فناسید ایک ایسی شاعرہ تھیں جنہوں نے جدت کے نام پر شعری بدعتیں قبول نہیں کی تھیں۔ لہذا اُن کی شاعری اعتدال، انسان دوستی، حسن و جمال اور اعتماد کی شاعری ہے۔ پروین فناسید کی شاعری، عفت فکر اور پاکیزگی واحساس کی شاعری ہے۔

پروین فناسید کہتی ہیں کہ وہ اپنے دل کی داستان کو محو کر کے اس کے تصورات کو بھول سکتی ہیں۔ کیونکہ ساحل کا تصور ہمیں استقرار کی فکر دلاتا ہے، وہ اس تصور کو بھی مٹا سکتیں ہیں اگر محبوب کی طرف سے مجھے ہلکا سا بھی اشارہ ملے۔ کہ مجھے بھول جاو تو میں بھول جاتی۔ اُس کی تمام یادوں کو مٹا دیتی۔ لیکن شرط یہی تھی کہ محبوب اپنے منہ سے مجھے یہ بات بتاتا۔ کیونکہ شاعرہ کے اختیار میں تو یہ بالکل بھی نہیں ہے۔ بقول قیصر الجعفری

تمہارے بس میں اگر ہو تو بھول جاؤ مجھے　　　　تمہیں بھلانے میں شاید مجھے زمانہ لگے

محبت کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا، اور جب ہو جائے تو پھر ہر حال میں محبوب کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا، اسی کو محبت کہتے ہیں راحت و سرور ہو یا رنج و غم، نفع ہو یا نقصان، ہر صورت میں اپنی خواہش ختم کر کے محبوب کی خواہش کا غلام ہو جانا، اسی کا نام محبت ہے۔

studybeesofficial

شعر نمبر ۳:

تم ہی واقف نہ تھے آداب جفا سے ورنہ ہم نے ہر ظلم کو ہنس ہنس کے سہارا ہوتا

مفہوم: تم ہی جفا کے آداب سے واقف نہیں تھے ورنہ ہم تو ہر ظلم ہنس کر برداشت کر لیتے۔

تشریح: پروین فناسید ایک ایسی شاعرہ تھیں جنہوں نے جدت کے نام پر شعری بدعتیں قبول نہیں تھیں۔ لہذا اُن کی شاعری اعتدال، انسان دوستی، حسن و جمال اور اعتماد کی شاعری ہے۔ پروین فناسید کی شاعری، عفت فکر اور پاکیزگی و احساس کی شاعری ہے۔ یہ اس خودداری، انا اور غیرت مندی کی سمت ہے جسے سپردگی کی لذت نے اردو غزل میں بہت کم نمایاں ہونے دیا ہے۔

شاعرہ نے اس شعر میں ایک دردناک حقیقت کو بیان کیا ہے کہ افسوس! اے محبوب تمہیں ظلم و ستم کرنے کے اصول و ضوابط ہی معلوم نہ تھے، تم نہ جفا میں اصولی تھے اور نہ تم سے وفا ہوئی، ورنہ ہم نے تو تمہارا ہر ظلم خوش ہو کر سہنا تھا۔ کیونکہ ہمیں تو تم سے محبت اور وفا دونوں تھیں۔ ہم تمہارا ہر ظلم ہنس کر اور محبت میں گزار دیتے اور تم سے کسی بھی قسم کا کوئی شکوہ نہ کرتے۔

محبوب کی ہر ادا دلبری ہے، یہاں تک کہ اس کا ستم بھی کرم ہے۔ اس کی وفا پر لطف اور جفا پر کشش ہے۔

بقول شاعر:

لطف آنے لگا جفاؤں میں وہ کہیں مہرباں نہ ہو جائے

شعر نمبر ۴:

غم تو خیر اپنا مقدر ہے سو اس کا کیا ذکر زہر بھی ہم کو بصد شوق گوارا ہوتا

مفہوم: غم تو ہمارا مقدر ہے اس لیے اس سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں ہے لیکن اگر زہر بھی ملتا تو اس کو بھی شوق سے پی جاتے۔

Studybeesofficial

تشریح: پروین فناسید ایک ایسی شاعرہ تھیں جنہوں نے جدت کے نام پر شعری بدعتیں قبول نہیں تھیں۔ لہذا اُن کی شاعری اعتدال، انسان دوستی، حسن و جمال اور اعتماد کی شاعری ہے۔ پروین فناسید کی شاعری، عفت فکر اور پاکیزگی و احساس کی شاعری ہے۔ یہ اس خودداری، انا اور غیرت مندی کی سمت ہے جسے سپردگی کی لذت نے اردو غزل میں بہت کم نمایاں ہونے دیا ہے۔

اس شعر میں شاعرہ لکھتی ہیں کہ زندگی کے غم والم تو میرے نصیب میں ہیں، اس کا مجھے اچھی طرح سے ادراک ہے۔ اس لیے میں اپنے دکھوں کا رونا نہیں روتی اور اپنی مصیبتوں کا ذکر نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ مقدر میں لکھ دیے گئے ہیں۔

خوشیاں مجھ کو ڈھونڈ رہی ہیں گلیوں میں　　　　پر غم ہیں کی گھیرے گھیرے پھرتے ہیں

خدا کی ذات سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ مجھے تو اگر محبوب اپنے ہاتھوں سے زہر بھی پیش کرتا تو میں بہت شوق سے زہر بھی نوش کر لیتی۔ محبوب کے ہاتھ کا زہر بھی کسی شربت سے کم نہیں۔

بقول شاعر:

زہر کے گھونٹ بھی ہنس ہنس کے پیے جاتے ہیں　　　　ہم بہر حال سلیقے سے جیے جاتے ہیں

شعر نمبر ۵:

باغباں تیری عنایت کا بھرم کیوں کھلتا　　　　ایک بھی پھول جو گلشن میں ہمارا ہوتا

مفہوم: باغ کے مالک اگر تو اپنے باغ سے ایک پھول مجھے دے دیتا تو میرا گلشن بھی بن جاتا۔

تشریح: پروین فناسید کی شاعری میں لطف کی بات یہ ہے کہ کسی بھی مرحلے پر ان کے کسی بھی شعر نے غزل کی لطافت اور نزاکت کو مجروح نہیں کیا۔

اس شعر میں شاعرہ اللہ سے ہم کلام بھی ہے اور کہیں نہ کہیں شکوہ بھی کر رہی ہے کہ تیری عنایت و بخشش تب تھی کہ تو اس بڑے گلستاں یعنی اپنے وسیع خزانے سے کچھ حصہ میرے لیے بھی کر دیتا۔ مجھے بھی کچھ تھوڑا سا نواز دیتا، تیرے پاس تو

Studybeesofficial

خزانے بھرے پڑے ہیں، تیرے پاس تو کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ خدا کی ذات جسے چاہے وسعتوں کے ساتھ عنایت کر دے کیونکہ سبھی اختیار تو اس کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ میرا خدا اور میرا غم گسار تو، تو ہی ہے میرے مولا۔

تو معراجِ فن تو ہی فن کا سنگھار   مصور ہوں میں تو مرا شاہکار

لیکن اب اگرچہ اس طرح نہیں ہے تو میں تیری بندی ہونے کے ناطے تجھ سے شکوہ کر رہی ہوں۔ تو مجھ پر بھی عنایت کر دیتا۔ اگر تو میرے گلشن کو نکھار دیتا تو تیرے خزانے میں کمی نہ آتی۔ ابھی بھی وہ خدا سے اُمید رکھتی ہیں کہ شاید اس کا کرم ہو جائے۔

نہ جانے کب ان کے کرم کی بارش ہو   اور نہ جانے کب دن میرے پھرتے ہیں

شعر نمبر۶:

تم پہ اسرارِ فنا، رازِ بقا کھل جاتے   تم نے ایک بار تو یزداں کو پکارا ہوتا

مفہوم: اگر تم نے خدا کو ایک بار بھی پکارا ہوتا تم پر سارے راز کھل جاتے۔

تشریح: پروین فناسید کی شاعری، عفت فکر اور پاکیزگی و احساس کی شاعری ہے۔ ان کی شاعری انسان دوستی سے لبریز شاعری ہے۔ یہ شعر روحانی مفہوم پر مبنی ہے۔

اس شعر میں پروین فناسید بیان کرتی ہیں کہ اگر ایک بار بھی اللہ کو سچے دل سے پکارا ہوتا، اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں تڑپتا کہ جس طرح سے انسان اپنے مجازی محبوب کے لیے تڑپتا ہے جو بقائے ابدی کا مالک ہے۔

آؤ اک سجدہ کریں عالمِ مدہوشی میں   لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

تو مجھ پر معرفت اور فنا کے مقامات کے تمام راز کھل جاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ہی بقا کا راز مضمر ہے۔ زندگی کی خودی کو سمجھنے کے بعد، انسان کو موت کی انتہائی حقیقت کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے بعد، اس کی روح ابدیت کے اسرار کو سمجھتی ہے اور بقائے ابدی کی راز داری کو کھولتی ہے۔

ہمیں خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا   نکل گئے ہیں بہت دور جستجو کرتے

studybeesofficial